محمد رضا نوعی خبوشانی سوانح حیات اور شاعری

مقالہ نگار: محمد امیر الدین صدیقی
لکچرر شعبۂ اسلامیات۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

قسط نمبر (۲)

نوعی کے سرپرست

ہندوستان میں مرزا یوسف خاں مشہدی نوعی کا پہلا سرپرست تھا۔ نوعی ہندوستان ۹۹۰ھ ہجری کے قریب آیا اور مرزا یوسف خاں مشہدی کے ساتھ اس نے اپنے کو وابستہ کرلیا۔[1] اس کی معیت میں کشمیر کی سیاحت کی[2] اور ۱۰۰۲ھ ہجری تک اس کی رفاقت میں رہا۔

نوعی دوبارہ مرزا یوسف خاں مشہدی کے ساتھ دکن میں اس وقت دکھائی دیتا ہے جب یہ دونوں شہزادہ دانیال کی ماتحتی میں کام کر رہے تھے۔[3]

شہنشاہ اکبر

مآثر رحیمی کے بیان کے مطابق نوعی نے اپنا کچھ وقت شہنشاہ اکبر کے دربار میں بھی گزارا۔ اور وہاں سے کچھ منصب اور مشاہرے بھی حاصل کیے۔[4] اکبر کی تعریف میں قصیدے بھی لکھے۔ اسی بنا پر ابوالفضل اس کو اکبر کے دربار کے شعراء میں شامل کرتا ہے۔[5]

---

[1] مآثر رحیمی۔ طبع کلکتہ ج ۳ حصہ اوّل ص ۶۳۵۔ میخانہ طبع لاہور۔ ص ۲۰۰

[2] میخانہ۔ ص ۲۰۰۔

[3] مآثر الامراء۔ انگریزی ترجمہ۔ طبع کلکتہ۔ ص ۱۰۰۷ تا ۱۰۰۷۔

[4] مآثر رحیمی۔ طبع کلکتہ ج ۳۔ حصہ اوّل ص ۶۳۵ و ۶۳۶ و حاشیہ ۱ ص ۶۳۶۔

[5] آئین اکبری۔ طبع سرسید۔ ص ۲۰۷۔

شہزادہ دانیال

نوعی [illegible] میں شہزادہ دانیال سے وابستہ ہوا اور شہزادے کی وفات یعنی ۱۰۱۳ھ تک اس کی مصاحبت میں رہا[1] اس کی تعریف میں متعدد قصائد کہے[2] اور اس کی فرمائش پر مثنوی سوز و گداز لکھی[3] نوعی کا مرثیہ جو شہزادہ کی موت کے بعد اس نے تحریر کیا، سوز وگداز سے معمور ہے اور جذبات و احساسات کی اتھاہ گہرائی سے ابلتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اس مرثیہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ دانیال سے شاعر کو کس قدر محبت تھی اور اس کی وفات سے اسے کس قدر تکلیف پہنچی تھی[4]

عام طور پر نوعی نے شہزادے کی سرپرستی میں خوش اور مطمئن زندگی بسر کی۔ اس نے شہزادے کی تعریف میں جو قصیدے کہے ہیں ان سے اس حقیقت پر بخوبی روشنی پڑتی ہے ایک قصیدے میں کہتا ہے:

در خدمتت کہ اصل مرادات معنویست
ہست آنچہ از مطالب صوری میسرم[5]

عبدالرحیم خان خاناں

یہ بات پہلے کہی جا چکی ہے کہ نوعی کی ہندوستان میں آمد کا مقصد یہ تھا کہ عبدالرحیم خان خاناں کی سرپرستی حاصل کی جائے

ز ظلمات ہندم غرض گوہی تست — کہ آب رخ خضر در جوی تست[6]

---

۱ مآثر رحیمی ج ۳ حصہ اول ص ۴۳۵- بعد: میخانہ ص ۲۰۰-   ۲ میخانہ ص ۲۰۰-
۳ کلیات نوعی - انڈیا آفس مخطوطہ ورق ۱۱۳ ب، ۱۱۴ الف و ب، ۱۱۵ الف۔
۴ ایضاً ورق ۳۰ ب تا ۳۳ ب
۵ ایضاً ورق ۱۹ الف۔
۶ کلیات نوعی انڈیا آفس مخطوطہ۔ ورق ۱۰۸ الف۔

۱۰۱۳ ہجری میں شہزادے دانیال کی وفات کے بعد نوعی نے اپنے آپ کو خان خاناں کے ساتھ منسلک کر دیا اور اپنی وفات تک یعنی ۱۰۱۹ ہجری تک اسی کی خدمت میں علم و ادب کے موتی بکھیرتا رہا۔[1] شاعر خان خاناں کی نوازشوں کا ان الفاظ میں ذکر کرتا ہے:

بہار با گل دمی با خمار دیدہ نکرد
ہر آنچہ بادل ما فیض خان خاناں کرد[2]

نوعی نے خان خاناں کی تعریف میں متعدد قصائد کہے اور اس کی علم دوستی اور ادب پروری کی کھل کر داد دی۔ ساقی نامہ خان خاناں کی تعریف میں ڈوبی ہوئی مثنوی ہے[3] ۱۰۱۰ ہجری میں تصنیف کی گئی تھی۔[4] شاعر خان خاناں کی سخن سنجی کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے:

عیار سخن را تو دانی کہ چیست سلیماں شناسد کہ بلقیس کیست[5]

صاحبِ ذخیرۃ الخوانین کے قول کے مطابق خان خاناں نے ایک مرتبہ نوعی کو "زر" میں تلوایا تھا۔[6] پروفیسر ہادی حسن کی تحقیق کے مطابق زر سے مراد چاندی ہے نہ کہ سونا۔ اس زمانہ میں سونے کو زرِ سرخ کہا جاتا تھا۔[7]

---

[1] مآثر رحیمی۔ طبع کلکتہ ج ۳ حصہ اول ص ۶۳۷۔ [2] ایضاً ص ۶۵۵۔

[3] کلیات نوعی۔ انڈیا آفس۔ ورق ۹۸ ب بعد۔ اس مثنوی میں کل ۷۰۰ اشعار ہیں۔

[4] ایضاً ورق ۱۰۰ ب۔ [5] ایضاً ورق ۱۰۷ الف۔ [6] خزانۂ عامرہ مصنفہ غلام علی آزاد بلگرامی۔ مطبوعہ ص ۳۵۴۔ [7] "Zar was silver not gold: the word for gold being "zar-i-surkh" *Mughal Poetry: Its Cultural and Historical Value*. by Prof. Hadi Hasan P. 49.

شہزادہ پرویز

شہنشاہ جہانگیر نے شہزادہ پرویز کو ایک بھاری فوج کی قیادت دے کر دکنیوں سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا۔[1] نوعی نے ۱۰۱۷ ہجری میں برہانپور میں اس شہزادہ سے ملاقات کی اور اس سے وابستگی قائم کی۔ نوعی کے دیوان میں اس شہزادے کی مدح میں ایک ترکیب بند موجود ہے۔[2]

ان کے علاوہ نوعی نے اور دوسرے امرا سے بھی ربط رکھا تھا منجملہ ان کے حکیم حام الدین ہے۔ حکیم کی وفات پر اس نے ایک مرثیہ لکھا تھا۔[3]

ایران کے صفوی خاندان کا ایک فرد مسمی مرزا رستم خاں ۱۰۰۱ ہجری میں ہندوستان آکر مغل شاہی دربار سے وابستہ ہوگیا تھا۔ نوعی کا اس سے بھی کچھ تعلق تھا۔ شاعر نے اپنے ایک قطعہ میں مرزا رستم خاں کا ذکر کیا ہے۔[4]

خان خانان کے دربار کا ایک شاعر مسمی میر حسین کفری بھی نوعی کا دوست تھا۔ نوعی اور کفری دونوں ساتھ ساتھ ایران سے ہندوستان آئے تھے۔[5] خان خانان کے ایک دوسرے درباری شاعر ابراہیم حسین دیری سے بھی نوعی کے دوستانہ مراسم تھے۔[6]

نوعی کا غنی بیگ ہمدانی نام کے ایک شخص سے بھی کچھ تعلق تھا۔ اس نے اپنی نظربندی کے زمانہ میں ایک خط غنی بیگ ہمدانی کو لکھا تھا۔ یہ خط علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں خطوط کے ایک مجموعہ میں موجود ہے۔[7]

---

[1] History of Jahangir by Beni Parsad P. 260

[2] کلیات نوعی۔ انڈیا آفس ورق ۳۳ ب تا ۳۵ الف۔ [3] کلیات نوعی۔ انڈیا آفس ورق ۲۳ الف تا ۲۵ ب۔ [4] ایضاً ورق ۳۵ ب و ۳۶ الف۔ [5] مآثر رحیمی۔ طبع کلکتہ ج ۳۔ حصہ اوّل ص ۶۲۵-۶۳۶ و حصہ دوم ص ۸۰۷ تا ۸۰۸۔ [6] مآثر رحیمی۔ کلکتہ ص ۸۸، تا ۹۲

[7] مخطوطہ ۶۲۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی لائبریری کلیکشن۔ ص ۵۴۔

نوعی کی علمی قابلیت کا تذکرہ متعدد تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔ ان تذکرہ نگاروں کے بیانات نیز نوعی کے اپنے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ صاحب سیف و قلم تھا۔ بلند پایہ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ تیر اندازی، تیغ زنی اور گھوڑ سواری میں ماہر تھا۔ میخانہ کا مصنف لکھتا ہے "گویند کمان داری نظیر داشتہ سوار شمشیری بودہ یک روز چند مرتبہ در حضور میرزا یوسف خان ہدف را بہ تیر ربودہ ....." [1]

نوعی خود کہتا ہے:

نہ تنہا ز کلکم سرفرازی است

کہ با تیغ ہم ذوق سربازی است [2]

"نتائج الافکار" کے مصنف نے نوعی کو "گنجینۂ انواعِ فنون" کہا ہے [3]

نوعی کی شاعری

نوعی کا دیوان تقریباً چار ہزار اشعار پر مشتمل ہے [4] اس نے قصیدہ، غزل، قطعہ، رباعی، مثنوی، ترجیع بند، ترکیب بند غرض کہ ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ اس نے عاشقانہ، ناصحانہ، متصوفانہ ہر قسم کی نظمیں کہی ہیں۔ اس کے دیوان میں بہت سے ایسے اشعار ہیں جو ضرب المثل بن سکتے ہیں۔ اس کی مثنوی سوز و گداز اور ساقی نامہ نے بڑی مقبولیت حاصل کی۔ اس نے سرپرستوں سے اپنی قابل تعریف نظموں کے صلہ میں بڑے

---

[1] میخانہ۔ لاہور ایڈیشن۔ ص ۲۰۰

[2] کلیات نوعی۔ انڈیا آفس مخطوطہ۔ ورق ۱۰۸ ب۔ [3] مطبوعہ ص ۱۲۷۔

[4] صاحب میخانہ لکھتا ہے کہ نوعی کے دیوان میں تقریباً چار ہزار اشعار ہیں۔ (میخانہ۔ طبع لاہور۔ ص ۲۰۰) لیکن عرفات العاشقین کا مصنف لکھتا ہے کہ نوعی کے دیوان میں کل دو ہزار اشعار ہیں (رامپور مخطوطہ ورق ۷۸۰ الف)

نوعی کے دیوان کے مختلف نسخوں میں بھی اشعار کی تعداد مختلف ہے۔

بڑے انعامات حاصل کیے۔ اس کے ممدوحین نے دل کھول کر اس کی مدد کی۔ خلعتوں اور سرکاری امدادوں سے اس کو نوازا۔ شاعر نے مغل شہنشاہ سے ایک منصب بھی حاصل کیا۔ نوعی نے اپنی شاعرانہ قابلیت کی وجہ سے شہنشاہ اکبر، شہزادہ دانیال اور عبدالرحیم خان خاناں کے درباروں میں ایک امتیازی مقام حاصل کیا۔ ابوالفضل اسے شہنشاہ اکبر کے دربار کے صفِ اول کے فارسی شعراء کی فہرست میں شمار کرتا ہے۔ دوسرے سوانح نگاروں نے بھی اس کی شاعری کی خوبیوں اور کمالات کو تسلیم کیا ہے۔ یہاں اس کے چند اشعار درج کیے جاتے ہیں جن سے اس کی شاعرانہ عظمت کا حال معلوم ہوگا۔ مندرجہ ذیل اشعار میں شاعر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ قلب کی تعریف فرمائی ہے۔ یہ اشعار تخیل کی بلندی کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ شاعر کہتا ہے :-

نگہبان گنج الٰہیست دل سلیمان اورنگ شاہیست دل

ازیں دل مراد آں مقدس دل است

کز و شش جہت پردۂ محمل است

دلی ساز و برگ الٰہی درو بجز آرزو ہر چہ خواہی درو

کسی را در وجز خدا راہ نیست درآں آسماں جز خدا ماہ نیست

گرانمایہ درجی لبالب ز دُر تہی گشتہ از غیر و از دوست پُر[1]

دستِ قرشگاف تو کرد آستیں نشیں

از انفعال معجزہ دست کلیم را[2]

قانع بتجلی نشود سائل دیدار

پروانہ بہ مہتاب تسلی نتواں کرد[3]

---

[1] کلیات نوعی۔ انڈیا آفس۔ ورق ۱۰۰ الف۔ [2] کلیات نوعی۔ انڈیا آفس۔ ورق ۳۷ الف

[3] ایضاً ورق ۶۴ ب

اگر ز شہر تو آفاق پر ز شور و غم است
ز شب چراغ خرد پر نمی کند بازار[1]

بسکہ از خاطر نوعی بت معنی برخاست
کعبہ شد زائرہ بتخانہ اندیشہ ما[2]

بر سرم از بس لیلی سنگ طفلان گل شکفت
کرد بلبل آشیاں در گوشہ دستار من[3]

حسن وفا ز طبع فرومایگان مجو
این جنس یوسفیست ز ہر کارواں مخواہ[4]

در روزگار فتنہ دم از عافیت مزن
در آشیان باغ زعفرانشان مخواہ[5]

گر عاقلی بمعرکہ عشق پا منہ
در بیدلی نبرد دلشیر ژیان مخواہ[6]

مشاطہ محسنی تو ہمان حسن تو اولی
کس زحمت دہقان ندہد باغ ارم را[7]

ز عمر چشم وفاداری ابلہانہ گرفت
کہ نقطہ از الف و سایہ از نہال طلب[8]

[1] ایضاً ورق ۱۲ ب۔ [2] ایضاً ورق ۴۰ الف۔ [3] ایضاً ورق ۹۸ الف۔
[4] ایضاً ورق ۸ الف۔ [5] ایضاً ورق ۸ الف۔ [6] ورق ۵ الف۔
[7] کلیات نوعی۔ انڈیا آفس۔ ورق ۳۷ ب۔
[8] کلیات نوعی۔ منیر عالم کلیکشن۔ مولانا آزاد لائبریری۔ مسلم یونیورسٹی
مخطوطہ 17/2 ورق ۲۸ الف

[illegible] نوعی محمد معمارِ عشق

تا بماند خانۂ نوعی چرا آباد نیست[۱]

[illegible] ایک جو مرثیہ شہزادہ دانیال کی وفات پر لکھا تھا وہ غم و اندوہ سے پُر ہے۔
اس مرثیہ کے چند اشعار یہ ہیں:

ای باغبان طراوت سرو و سمن چہ شد   و آں گل کہ بود چشم و چراغ چمن چہ شد

[illegible] و مملکت از غم تباہ شد
آن آفتاب دہلی و ماہ دکن چہ شد

آں تن کہ از پرند گل و لالہ عار داشت
در حیرتم کہ الفت او با کفن چہ شد

سیلاب گریہ خانۂ چشم خراب کرد
چنداں گریستم کہ نشان از نظر نماند

در سنگ خارہ بسکہ نم گریہ کار کرد
بہر خمیر مایۂ آتش شرر نماند[۲]

نوعی کے کلام کی معنوی خوبیوں کے ساتھ یہ بات نہایت درجہ قابل ذکر ہے کہ
اس نے اپنے کلام کو نئی نئی ترکیبوں اور نئے طرز بیان سے آشنا کیا ہے، اس کی وضع کردہ
بعض ترکیبیں درج ذیل ہیں:

۱۔ [illegible] (حضرت علیؓ)
۲۔ [illegible] انداز۔
۳۔ [illegible] نواز۔

۱؎ کلیات نوعی۔ انڈیا آفس ورق ۳۲ الف
۲؎ ایضاً ورق ۳۲ الف و ب۔

۴- آہ اثر پیشہ

۵- زخم مادر زاد

۶- یوسف نگاہ

۷- شعلہ اثر

۸- منافق پیشہ

۹- زنِ فطرت

۱۰- بلبلِ شب زندہ دار

۱۱- مجذوب مادر زاد۔

۱۲- رونق گداز

۱۳- درماندہ نواز

۱۴- نجم مادر زاد

۱۵- غم آباد[1]

خلاصہ کلام یہ کہ نوعی کا علم و ادب کی دنیا میں کافی اونچا مقام ہے۔ مغل عہد کے فارسی شعراء میں وہ ایک امتیازی و انفرادی شان رکھتا ہے اس نے اپنے علم و فضل اور شاعرانہ صلاحیت و قابلیت کی وجہ سے اکبر کے دربار میں جگہ پائی۔ عبد الرحیم خان خاناں سے انعامات حاصل کیے، شہزادہ دانیال کی عنایات و الطاف کا مستحق ٹھہرا، اور وقت کے قدر شناس اور جوہر آشنا امراء اور شہزادوں نے اس کی تعظیم و تکریم کی۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کا ساقی نامہ اور مثنوی سوز و گداز، یہ وہ دو اہم کارنامے ہیں جنھوں نے اسے علم و ادب کی دنیا میں قد آور بنایا اور اس کی صلاحیتوں اور خوبیوں کی دھاک قائم کی۔ ساقی نامہ اگر مدح و ثنا تعریف و توصیف، جدت تراکیب اور ندرت زبان

---

[1] کلیات نوعی۔ انڈیا آفس۔ ورق ۱۷، ۹۴، ۱۹۰ وغیرہ۔

کافی ہلکا ہے تو مثنوی سوز و گداز تغزل اور سوز و گداز، جدّت فکر اور ندرت بیان کی آئینہ دار ہے اور علم و ادب سے دلچسپی رکھنے والے ہر طالب کے لیے دعوت مطالعہ ہے۔

ہم نے جن مآخذ سے مواد حاصل کیا ہے ان میں سے خاص خاص حسب ذیل ہیں:

۱۔ ہفت اقلیم از امین احمد رازی (۱۰۰۲ھ میں مکمل ہوئی) مخطوطہ علی گڑھ۔ ورق نمبر ۳۴ الف اور ب۔

۲۔ منتخب التواریخ از ملا عبد القادر بدایونی (سن تالیف ۱۰۰۴ھ) کلکتہ ایڈیشن۔ جلد سوم۔ ص ۳۶۱۔

۳۔ آئین اکبری از ابو الفضل (سن تالیف تقریباً ۱۰۰۶ھ) سر سید ایڈیشن۔ ۱۲۷۲ھ۔ ص ۲۰۷۔

۴۔ عرفات العاشقین از تقی اوحدی (سن تکمیل ۱۰۲۴ھ) مخطوطہ بانکی پور ورق نمبر ۱۸۔

۵۔ مآثر رحیمی جلد سوم حصہ اوّل۔ از خواجہ عبد الباقی نہاوندی۔ (سن تکمیل ۱۰۲۵ھ) کلکتہ ایڈیشن ص ۹۲۹ ۔ ۹۳۵۔

۶۔ میخانہ از عبد النبی قزوینی (سن تالیف ۱۰۲۸ھ) لاہور ایڈیشن ۱۹۲۶ء۔) ص ۴۰۰۔

۷۔ صبح صادق از مرزا محمد صادق (سن تکمیل ۱۰۴۸ھ) علی گڑھ مخطوطہ ورق نمبر ۵۰۰ ب۔

۸۔ مرآۃ العالم از شیخ محمد بقا بقا (سن تالیف ۱۰۷۸) بانکی پور مخطوطہ ورق نمبر ۴۶۵ الف۔

۹۔ کلمات الشعراء از مرزا محمد افضل سرخوش (سن تکمیل ۱۱۰۸) بانکی پور مخطوطہ ورق نمبر ۱۱۱ ب اور ۱۱۲ الف۔

۱۰۔ ہمیشہ بہار۔ از کشن چند اخلاص (۱۱۳۶ھ) بانکی پور مخطوطہ ورق نمبر ۸ الف۔

۱۱۔ سفینۂ بے خبر از میر عظمت اللہ بے خبر۔ علی گڑھ مخطوطہ ص ۳۴۹ ۔ ۳۴۰۔

۱۲۔ سفینۂ خوشگو از بندرابن داس خوشگو۔ (سن تالیف ۱۱۴۰ھ) علی گڑھ مخطوطہ ورق نمبر ۱۳۶ ب - ۱۳۸ الف۔

۱۳۔ ید بیضا۔ از میر غلام علی آزاد بلگرامی (سن تکمیل ۱۱۴۸ھ) علی گڑھ مخطوطہ ص ۲۸۰۔

۱۴۔ گلدستہ (جو انتخاب کعبۂ عرفان سے منتخب حصہ پر مشتمل ہے اور انتخاب کعبۂ عرفان خود کعبۂ عرفان کا خلاصہ ہے اور کعبۂ عرفان خود عرفات العاشقین کا خلاصہ ہے)۔ سن تالیف ۱۱۵۵ھ از عبدالوہاب عالمگیری۔ مخطوطہ بانکی پور ورق نمبر ۱۴۷ الف

۱۵۔ ریاض الشعراء از علی قلی خاں والہ داغستانی (سن تکمیل ۱۱۶۱ھ) مخطوطہ رامپور ورق نمبر ۳۳۶ الف اور ب۔ مخطوطہ حبیب گنج ورق نمبر ۴۲۲ الف۔

۱۶۔ مجمع النفائس (سن تالیف ۱۱۶۴ھ) از سراج الدین علی خاں آرزو مخطوطہ رامپور ص ۹۱۳۔

۱۷۔ سرو آزاد از میر غلام علی آزاد بلگرامی (سن تکمیل ۱۱۶۶ھ) مطبوعہ ایڈیشن ص ۲۲-۲۳

۱۸۔ خزانۂ عامرہ از میر غلام علی آزاد بلگرامی مطبوعہ ایڈیشن ص ۳۵۴۔

۱۹۔ شام غریباں (سن تصنیف ۱۱۸۲) از لچھمی نرائن شفیق۔ انجمن ترقی اردو کا مخطوطہ ورق ۴۴ الف۔

۲۰۔ خلاصۃ الافکار (سن تصنیف ۱۲۰۶-۷ھ) از مرزا ابو طالب خاں تبریزی اصفہانی۔ مخطوطہ بانکی پور۔ ورق ۲۰۴ ب۔

۲۱۔ تاریخ محمدی از مرزا محمد الحارثی البدخشی (سن تکمیل ۱۲۰۸ھ) مخطوطہ رامپور ص ۵۵۹۔

۲۲۔ مخزن الغرائب (سن تالیف ۱۲۱۸ھ) از شیخ احمد علی خاں ہاشمی سندیلوی۔ مخطوطہ حبیب گنج۔ ورق ۴۵۳ ب تا ۴۵۷ الف

۲۳ تکملۃ الشعراء جام جمشید (سن تالیف ۱۲۱۰ھ) از مولوی محمد قدرت اللہ شوق۔ مخطوطہ رامپور۔ ص ۶۰۵۔

۲۳- نشترِ عشق (سن تصنیف ۱۲۳۳ھ) از آقا حسین قلی خاں عاشق۔ مخطوطہ رامپور ورق ۱۳ الف تا ۱۲۳ الف۔

۲۵- نتائج الافکار از محمد قدرت اللہ خاں قدرت (سن تکمیل ۱۲۵۸ھ) مطبوعہ ایڈیشن ص ۱۲ تا ۱۳۔

۲۶- شمعِ انجمن از نواب ایم صدیق حسن خاں (سن تکمیل ۱۲۹۲ھ) مطبوعہ ایڈیشن ۱۲۹۳ھ ص ۵۲۴۔

۲۷- روزِ روشن (سن تصنیف ۱۲۹۷ھ) از محمد مظفر حسین صبا گوپاموی۔

۲۸- تذکرۂ نظم گزیدہ (سن تصنیف ۱۰۴۷ھ) ورق ۲۷۷ ب۔

۲۹- تذکرۃ الشعراء از میر علاء الدولہ اشرف علی خاں شاہجہاں آبادی۔ (سن تصنیف ۱۱۷۸ھ) مخطوطہ رامپور ص ۸۰۸۔

۳۰- تذکرۃ الشعرا جس کا سن تصنیف نامعلوم اور مصنف کا سراغ لگانا مشکل ہے رامپور مخطوطہ ص ۲۰۴ - ۲۰۵۔